وچلی گل

مال و دولت، عزت و شہرت یہ ایسی سحر انگیز چیزیں ہیں کہ ہر انسان جن کی نا صرف کہ خواہش رکھتا ہے بلکہ ان کے حصول کے لیے بعض اوقات تو کمینگی کی نچلی سطح تک جانے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ پھر ان چیزوں کا اپنے پاس احساس دلانے کے لیے کیا کیا پاپڑ بیلتا ہے۔ مال و دولت کی نمائش کا کوئی موقع ہو تو یہ حضرت انسان قرض اٹھا کر ادھار لے کر یا کسی کا حق غصب کر کے دولت کی نمائش کرتا ہے بعد میں بے شک قرض خواہ اسے ذلیل کرتے پھریں۔ بلکہ بعض اوقات تو لوگ اپنے بڑے قریبی عزیز کو قتل تک کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ یہی حال عزت و شہرت کے خواہش مندوں کا ہے کہ وہ جھوٹی یا عارضی عزت و شہرت کیلئے بڑے رذیلے پن کا مظاہرہ کر جاتے ہیں۔ کئی لوگ تو خوشامد میں انتہائی حدود بھی پار کر جاتے ہیں اور بعض لوگ مال و دولت کے ذریعہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن کچھ لوگ تو اتنے بے مروت ہوتے ہیں کہ وہ دوسروں کے مال، خون، جان کے بل بوتے پر اوروں کے کندھے استعمال کرتے ہوئے جب عزت حاصل کرنے نکلتے ہیں تو مال و دولت اور شہرت تو شاید انہیں مل جائے کہ یہ دونوں چیزیں کوٹھوں پر بیٹھنے والے اور ان کو آباد کرنے والیوں کے پاس بھی بکثرت ہوتی ہے لیکن عزت ان لوگوں کا نصیب کبھی نہیں بن سکتی جو خود اپنے گھر کی چار دیواری میں بے عزتی کی انتہاؤں کو چھو رہے ہوں۔ یہ مقولہ زبان زد عام ہے کہ عزت سب سے پہلے گھر والے کرتے ہیں: جن کی گھر میں عزت نہیں ہوتی باہر بھی ان کی کوئی عزت کوئی نہیں کرتا۔ ''جیہڑے گھر بھیڑے او باہروی بھیڑے'' یہ بات بار بار لوح دماغ پر اپنی پاکستانی قوم کے جذبات اور سادگی کو دیکھ کر آئی۔ جذبات تو یہ تھے کہ اخبار میں خبر چھپی کہ کسی جگہ پر قرآن مجید کی توہین کی گئی ہے تو ہم آپے سے باہر ہو گئے حالانکہ قرآن مجید کی توہین تو روزانہ ہم خود نہ جانے کتنی بار اس کی تعلیمات کا مذاق اڑا کر کرتے ہیں۔ اور جو پارلیمنٹ میں مجلس عمل کے نام سے (سوائے چند ایک کے) منافقین کا ٹولہ براجمان ہے کیا انہوں نے خود پچھلے دنوں صوبہ سرحد کے ایک مقام بگرام میں قرآن مجید کو آگ میں نہیں جلایا۔ گلیوں بازاروں میں نہیں پھینکا؟ اس پر احتجاج بھی ہوا، لیکن یہ سارے گھنی داڑھیوں لمبی قباؤں اور بھاری پگڑیوں والے ٹس سے مس نہ ہوئے بلکہ اس ہنگامہ میں مظاہرین کی قیادت کرنے والا مجلس عمل کا رکن پارلیمنٹ ہے۔ اور سرحد میں حکومت بھی انہی لوگوں کی تھی کیونکہ مجلس عمل نام ہی قاضی کی جماعت اسلامی اور فضل الرحمٰن کی جمعیت کا ہے باقی سب تو برائے نام ہیں یا بحیثیت...... ضرورت پڑی تو استعمال کر لیا جب ضرورت پوری ہو گئی تو پھینک دیا۔

اگر امریکی فوجیوں کے ہاتھوں قرآن مجید کی توہین اور بے حرمتی جرم ہے تو امریکی برطانوی و اسرائیلی گماشتوں اور خاندانی غداروں (سانحہ بالاکوٹ ان کے بڑوں کی غداری سے ہی پیش آیا تھا) سرحد کے دیوبندیوں کے ہاتھوں قرآن مجید کی توہین جرم کیوں نہیں۔

اَج دی خبر

ف۔ر۔ی

حقیقت یہ ہے قرآن مجید جس طرح امریکی فوج کے لیے ناپسندیدہ ہے اسی طرح ان لوگوں کے لیے بھی قرآن مجید کی تعلیم و احکام ناقابل برداشت ہے تبھی تو مقابلے میں قرآن مجید بنا لیتے ہیں کوئی عربی میں کوئی فارسی میں کوئی پنجابی میں۔ خیر چھوڑیے اس بحث کو ان سطور میں اس کی ضرورت نہیں یہ چند حروف تو ویسے ہی نوک قلم پر آگئے میں تو صرف یہ بتا رہا تھا کہ ہماری قوم اس قدر جذباتی ہے کہ شعائر اسلام کی توہین دنیا کے کسی خطے میں بھی ہو عملی اعتبار سے گیا گزرا پاکستانی بھی یہ حرکت برداشت نہیں کر سکتا لیکن افسوس ان حکمرانوں پر جو ایک مسلمان مملکت کے صدر اور وزیر ہیں لیکن اتنی بڑی ناروا حرکت پر بھی دوستی کے تقاضے انہیں لبوں کو حرکت دینے کی اجازت نہیں دیتے۔ البتہ پاکستانی قوم کا جذبہ اور دین اسلام سے وابستگی اور محبت واقعی قابل داد و تحسین ہے۔ (یہ بات الگ ہے کہ وہ اسلام سمجھتے کسے ہیں ظاہر ہے جو چیز انہیں بطور اسلام بتائی گئی ہے۔ وہ تو اسے ہی اسلام سمجھیں گے اور اصل اسلام اگر مصلحتوں کا شکار ہو کر انہیں اصل اسلام سے آگاہ نہیں کریں گے تو عوام بے چاری کا کیا قصور ہے؟) پاکستانی قوم جس طرح اسلام سے محبت کرتی ہے۔ اور اس معاملہ میں اس قدر جذباتی ہے کہ بے عمل یا بد عمل شخص بھی اسلام کے نام پر کٹنے مرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے اور اسلام کے خلاف ذرہ برابر کوئی قول یا فعل برداشت نہیں کرتا جس کی بہت بڑی دلیل قوم کو اسلام کے نام پر استعمال کرنا ہے۔ کبھی قومی اتحاد نے نظام مصطفےٰ ﷺ کے نام پر استعمال کیا تو کبھی جنرل ضیاء نے گیارہ سال تک ورغلائے رکھا۔ اور اسی اسلام کا نام لیکر کئی لوگوں نے بینک بیلنس بنائے اور تجوریاں بھریں۔

جس طرح میری قوم کے غیور اسلام کے فدائی ہیں اس طرح ان کی ملک پاکستان سے محبت بھی مثالی، بے لوث ہے کہ جسے دوسرا کوئی نام دیا ہی نہیں جا سکتا۔ آپ دیکھ لیجیے کہ کھیل کے میدان میں بھی یہ قوم اپنے دشمن کے ساتھ کھیلتے ہوئے جنگی محاذ کا نمونہ ہی پیش کرتی ہے یہ اور بات ہے کہ قوم کے جذبات حکمرانوں کی دشمن سے خیر سگالی اور دوستی کی بھینٹ چڑھ جائیں۔ جس کا تازہ مظاہرہ قوم اور حکمرانوں نے اپنی اپنی جبلت اور فطرت کے عین مطابق کیا کہ جب ایک امریکی اخبار نے پاکستان کو شکاری کتے سے تشبیہ والا کارٹون شائع کیا تو حکمران ٹس سے مس نہ ہوئے بلکہ وزیر خارجہ خورشید محمود قصوری نے واضح طور پر کہہ دیا کہ میں اس کے متعلق بات نہیں کرنا چاہتا حتیٰ کہ سوال کرنے والے صحافی کو یہ کہنا پڑا کہ اگر کتے کی تصویر بنا کر اس پر آپ کا نام لکھ دیا جاتا تو پھر آپکا ردعمل کیا ہوتا؟ البتہ پاکستانی قوم نے اس پر احتجاج کیا خوب کیا اور جی بھر کر کیا' ہر کسی نے اپنے اپنے مافی الضمیر کا اظہار کیا۔ لیکن حکمرانوں کو تو جیسے سانپ سونگھ گیا ہو بالکل بے حس و حرکت پڑے رہے۔ پاکستانی سفارت خانہ نے جو بیان جاری کیا تھا وہ تو نہ ہی جاری ہوتا تو اچھا تھا کہ ''بھیڑا رون نالوں نا رونا ای چنگا اے'' البتہ سرکاری ایم۔ این۔ اے کشمالہ طارق نے بڑے پتے کی بات کی محترمہ نے فرمایا کہ کارٹون پر احتجاج کرنے والے امریکی پرچم کو جلائے جانے پر احتجاج کیوں نہیں کرتے انہیں یہ کتے والا کارٹون تو نظر آ گیا امریکی پرچم کی توہین کیوں نظر نہیں آتی؟ گویا محترمہ کو پاکستان کی عزت سے زیادہ امریکی پرچم عزیز ہے۔ تو محترمہ کو امریکہ ہی چلے جانا چاہیے کہ اگر کنڈولیزا رائس ''جنگی شہزادی'' اپنے باس بش کو خوش کر کے وزیر خارجہ بن سکتی ہے تو یہ عقل کی ماری اور غیرت سے عاری ان بے غیرتوں کا قرب کیوں حاصل نہیں کر سکتی جبکہ پاکستان میں تو یہ اپنی تمام تر فدا کاریوں کے باوجود وزارت سے محروم ہے۔ شاید کسی وقت کی گستاخی آڑے آ رہی ہے کہ آپ کی وزارت کے لیے گرین سگنل نہیں مل رہا جس کا غصہ آپ پاکستان کی عزت و عصمت کی آواز بلند کرنے والوں کو طعنے دے کر نکال رہی ہیں۔ محترمہ ''دل پشوری'' کرنے کا کوئی اور بہانہ تلاش کیجیے قوم کی غیرت و حمیت کا مذاق نہ اڑائیے آخر میں پاکستانی قوم کے لیے بالعموم اور مجلس عمل کے ایک سیاسی لیڈر کے لیے بالخصوص کہ جس نے کہا تھا اگر کتے پر پاکستان کے بجائے پرویز مشرف لکھ دیا جاتا تو ہمیں کوئی اعتراض نہ تھا یہ اطلاعاً عرض کرنا چاہوں گا کہ کارٹون میں کتے سے پاکستان ملک یا پاکستانی قوم مراد نہیں بلکہ آپ کے ''سند یافتہ'' صدر صاحب ہی ہیں کہ امریکی صدر اور دیگر ذمہ داران کے یہ بیانات ریکارڈ پر ہیں کہ ہمیں پاکستانی قوم کی مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں اور نہ ہی ہم اس کو کوئی اہمیت دیتے ہیں بلکہ ہمارے لیے تو صرف پرویز مشرف ہی اہم ہیں۔

اس لیے آپکو چیں بہ جبیں ہونے کی ضرورت نہیں جن سے گزری ہے اگر وہ خاموش ہیں (اور خاموشی رضامندی کی علامت ہوتی ہے) تو آپ کیوں ہلکان ہوئے جاتے ہیں۔